استاذ العلماء علامہ عطا محمد بندیالویؒ کے تفردات

حافظ محمد اکرام اعوان
ریسرچ اسکالر شعبہ علوم اسلامی

ABSTRACT:

Allama Atta muhammad Bandialvy was an eminant scholar of the sub-continant.He was born in 1916 and died 21st of February in 1999. He spent 50 years of his life in teaching field of islamic madaris. His famous students were

(1) Allama Ghulam Rasool Rizvi (The writer of Tafheem-ul-Bukhari)

(2) Justice Pir Muhammad karam Shah Alazhary(The writer of Zia-ul-Quran and Zia-ul-Nabi)

(3) Allama Abd-ul-Qayyum Hazarvi (The Founder Prezident of Tanzeem-ul-Madaris)

(4) Allama Mehmood Ahmed Rizvi(The author of Fayyoz-ul-Bari)

(5) Allama Ghullam Rasool Saeedy (The author of sharah Sahih Muslim,Tibyan-ul-Quran and Nihmatulbari)

Allama Bandialvy enjoyed a lot of honour,love and popularity by his students.It was a symbol of proud for a religious scholar to be a student of Allama Bandialvy,because his name was the gurantee for standard education,Allama Bandialvy's mission was to prepare best teachers for

future,therefore his hundredes of students are playing a leading role now a days in Sunni madaris (Brailvy-sect). Allama also wrote som research papers on different Islamic issues and presented his views bravely by apposing the traditional opinion.He was the great supporter of Islamic music (Qawali). He had a opinion that a women can be appointed as a justice and can also be elected as a primeminister.Acording to his research "If a man looses the jamaht of farad(obligtory prayer) he can perform the vitar(Semi obligatory prayer) with jamaht in the month of Ramdhan".He was different in opinion about the Semblance of moon.He supported in his Fatwa Bank intrest on metal currency.He had also belived on the belief of Hazrat Abu -Talib.

تفردات سے مراد کسی صاحب تحقیق کی ذہنی کاوش، جودت طبع، غور وفکر اور تتبع وتلاش اور تجربہ وعلم کے نتیجے میں قائم ہونے والی وہ آراء ہیں جن میں وہ منفرد وممتاز نظر آتا ہے۔ کسی قول یا رائے میں مختلف ہونا کوئی انوکھی یا تعجب خیز بات نہیں۔۔۔ عہد رسالت ﷺ سے لیکر تا حال، اہل علم وفکر کے درمیان اختلاف رائے کی متعدد مثالیں اور نظائر موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ صحابہ کرامؓ کے جذبہ فکر ونظر کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا، اسی لئے آپ کو صحابہ کرامؓ حضور ﷺ سے کئی مواقع پر یہ پوچھتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ ﷺ کی ذاتی رائے ہے یا اللہ کی طرف سے وحی آئی ہے۔ کوئی امتی خواہ کتنا ہی بڑا مجتہد اور امام کیوں نہ ہو، اس کو شارع کا مرتبہ نہیں دیا جا سکتا۔ اور کسی امام ومجتہد کی تحقیق حرف آخر نہیں ہوتی اسی لئے تاریخ اسلامی کے روز اول ہی سے مختلف مسائل میں ائمہ دین کا زاویہ نظر مختلف رہا ہے لیکن کبھی بھی کسی نے دوسروں پر اپنی رائے بلا دلیل، بالجبر ٹھونسنے کی کوشش نہیں کی۔

مختصر تعارف استاذ العلماء، علامہ عطا محمد بندیالویؒ (۱۹۱۶ تا ۱۹۹۹ء)

آپؒ نے تقریباً نصف صدی تک ملک کے مختلف شہروں میں تدریسی فرائض سرانجام دیے اور آپ کا سب سے بڑا تعارف تو آپ کے وہ تلامذہ ہیں جو آج ملک کے طول وعرض سے نکل کر بلاد یورپ وامریکہ تک پہنچ چکے۔ اور آج مدارس اہل سنت (بریلوی) میں شاید ہی کوئی ایسا مدرسہ ہو جہاں آپ کا بالواسطہ یا بلاواسطہ شاگرد موجود نہ ہو۔ بلکہ آج کی دنیائے اہلسنت میں تو

آپ کے شاگردوں کے شاگرد بھی قائدانہ کردار ادا کر رہے ہیں۔ مثلاً مفتی منیب الرحمٰن صاحب، ڈاکٹر راغب حسین نعیمی اور علامہ غلام محمد سیالوی وغیرہ۔ آپ کے چند نامور شاگردوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ حضرت مفتی عبدالقیوم ہزارویؒ (بانی تنظیم المدارس)
۲۔ جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ (صاحب ضیاء القرآن)
۳۔ علامہ سید محمود احمد رضویؒ (صاحب فیوض الباری)
۴۔ علامہ غلام رسول رضویؒ (صاحب تفہیم البخاری)
۵۔ علامہ غلام رسول سعیدیؒ (شارح بخاری و مسلم و صاحب تبیان القرآن) (۱)

آپؒ کے تفصیلی حالات کیلئے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ کشور تدریس کے تاجدار از علامہ عبدالحکیم شرف قادری (۲)
۲۔ حیات استاذ العلماء از علامہ غلام رسول سعیدیؒ
۳۔ استاذ العلماء از ملک محبوب الرسول قادری (۳)
۴۔ ماہنامہ کاروان قمر کراچی فروری ۲۰۰۹ء استاذ العلماء نمبر (۴) وغیرہ۔

آپؒ کا میدان اگرچہ تدریس تھا اور اس میں بھی منطق و فلسفہ آپ کی وجہ شہرت بنے تاہم آپ کو فقہ و تفسیر اور حدیث میں بھی کامل دسترس حاصل تھی۔ آپؒ کے دورۂ تفسیر القرآن بھی بہت مشہور تھے۔ آپؒ نے مختلف مدارس میں شیخ الحدیث اور مفتی کے فرائض بھی سرانجام دیے۔ آپؒ کے فتاویٰ تحقیقی مقالہ جات کی صورت میں ہیں جو مختلف رسائل کی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپؒ نے بڑی جرأت و بے باکی سے متقدمین و متاخرین اور معاصرین سے بعض مسائل میں دلائل کی بنیاد پر اختلاف بھی کیا ہے۔ اپنے رسالہ "تحقیق ایمان ابوطالب" کی تیسری وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔۔۔

"اس مضمون سے چودھویں صدی کے ایک مذموم عقیدہ کا ابطال کرنا ہے کہ دلیل کی بناء پر بعض اکابرین سے اختلاف گستاخی ہے اور قرآن و حدیث کے مقابلہ میں اکابرین کے قول کو ترجیح ہے" (۵)

آپؒ نے بعض متنازع اور مختلف فیہ مسائل پر بھی قلم اٹھایا اور بڑی استقامت سے اپنی تحقیقات پر قائم رہے۔ خود فرماتے ہیں کہ: "میں کسی بادشاہ یا امیر و وزیر کا کاسہ لیس اور خوشامدی مولوی نہیں ہوں کہ اسکے اشارہ ابرو پر حرام کو حلال، اور حلال کو حرام کہہ گذروں۔ سارے مولوی اور مفتی بے ضمیر نہیں ہوتے کہ وہ شریعت کے احکامات کو پس پشت ڈال کر دولتمندوں سے اپنے اس عمل کا صلہ وصول کر کے اپنی عاقبت خراب کر لیں۔

بحمداللہ میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ نان نہیں" (۶)

آپؒ کے نزدیک متقدمین مشائخ عظام اور ائمہ دین کے سہو کی نشاندہی علمی دیانت ہے، اسکی تحسین اور حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ اس سلسلہ میں آپؒ نے ایک مثال پیش کی ہے۔ لکھتے ہیں: "تفسیر خزائن العرفان مولانا نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ العزیز میں ایک شدید غلطی ہے۔ تقریباً اسی (۸۰) سال قبل یہ شائع ہوئی، لیکن کسی بریلوی یا دیوبندی عالم نے اس غلطی کی نشاندہی نہیں کی۔ اس طویل عرصہ کے بعد اس فقیر نے نشاندہی کی اور سب نے اس کو تسلیم کیا۔ وہ غلطی یہ تھی کہ اس تفسیر کے مطابق رمضان

شریف کے روزے دس شوال ۲ھ میں فرض ہوئے اور حوالہ درمختار اور تفسیر خازن کا دیا گیا۔ حالانکہ دوسری مستند کتابوں میں مذکور ہے کہ روزے دس شعبان ۲ھ میں فرض ہوئے اور آنحضرت ﷺ نے نو (۹) سال کے روزے رکھے اور جن دو کتابوں یعنی درمختار اور تفسیر خازن کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں بھی دس شعبان ہی مذکور ہے تو اس طرح تفسیر میں دو غلطیاں ہوئیں۔ اول: روزۂ رمضان کی تاریخ فرضیت غلط ہے۔ دوم: یہ حوالہ کہ درمختار اور تفسیر خازن کے مطابق روزے دس شوال کو فرض ہوئے۔ لکیر کا فقیر ہونے کی بناء پر مفتی احمد یار خان مرحوم نے جو فاضل مراد آبادیؒ کے شاگرد ہیں ،استاد کا اتباع کیا اور یہی دلیل ذکر کر دی خود تحقیق نہیں کی اور تفسیر نعیمی میں تاریخ فرضیت روزہ دس شوال ذکر کی جو بالکل غلط ہے اور المیہ یہ ہے کہ چونکہ ہر دو تفاسیر مستند خیال کی جاتی ہیں اس لئے ان کا مطالعہ کرنے والے گمراہ ہوتے ہیں۔ تفسیر کی یہ غلطی نیاز مند نے کئی علماء کو تحریر کی تو کسی نے یہ نہیں کہا کہ تم نے غلطی کی نشاندہی کر کے صدر الافاضل مراد آبادی مرحوم کی توہین اور گستاخی کی ہے۔ بلکہ بعض سنجیدہ علماء نے بندہ کو شکریہ کے خطوط لکھے'':(۷)

تفردات

ایمان ابو طالبؓ پر آپ کا موقف:

ایمان ابو طالب کا مسئلہ تاریخ اسلامی کے قرن اول ہی سے متنازع اور مختلف فیہ رہا ہے کیونکہ خلافت راشدہؓ کے بعد ایک صدی تک بنو امیہ کا دور دورہ رہا اور اس دوران میں براہ راست حضرت علیؓ کی ذات مسعود پر سب وشتم اور تبرّیٰ بھیجا جاتا رہا۔ اس کے بعد تقریباً پانچ صدیوں تک بنو عباس بھی سادات علوی کو ہی اپنا اصل حریف اور مد مقابل سمجھتے ہوئے ان کو دبانے کا ہر ممکن حربہ استعمال کرتے رہے۔ اگرچہ حضرت ابو طالبؓ اور حضرت عباسؓ سگے بھائی تھے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ابو طالب کی قربانیاں اور خدمات اشاعت اسلام کیلئے بے مثال تھیں مگر شاید خلفائے بنو عباس کی سیاست میں بھی حصول اقتدار کیلئے سب کچھ جائز تھا۔

برصغیر پاک وہند میں اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ ایمان ابو طالب کے قائل نہیں تھے بلکہ عدم ایمان پر رسالہ بھی تالیف فرمایا تھا جس کی وجہ سے علمائے اہلسنت (بریلوی) میں عدم ایمان ابو طالب کے نظریے پر ایک قسم کا اجماع سکوتی موجود تھا۔ اس سلسلہ میں فیصل آباد کے علامہ صائم چشتی صاحب نے سب سے پہلے اس سکوت کو توڑا اور حضرت ابو طالب کے ایمان پر ایک کتاب مرتب کی۔ جس پر استاذ العلماء علامہ عطاء محمد بندیالویؒ نے ایک جامع تقریظ لکھی اور تیرہ (۱۳) دلائل سے ایمان ابو طالب کا ثبوت پیش کیا۔ اور یہ بھی لکھا کہ اگر اعلیٰحضرت بریلویؒ اپنے شیخ سے دلائل کی بنیاد پر اختلاف رائے کر سکتے ہیں تو ہم بھی یہ حق رکھتے ہیں کہ دلائل کی بنیاد پر اعلیٰحضرتؒ سے اختلاف کر لیں۔ کیونکہ اعلیٰحضرتؒ کے مشائخ میں سے شیخ احمد دحلان مکیؒ نے ''اسنی المطالب فی نجات ابی طالب'' نامی رسالہ بھی تحریر فرمایا تھا مگر اعلیٰحضرتؒ نے ان سے اتفاق نہیں کیا۔ علامہ بندیالویؒ کی یہ تقریظ ایک تحقیقی مقالہ ہے، جو علیحدہ سے ''تحقیق ایمان ابو طالب'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ کتاب کے سر ورق پر حضرت خواجہ پیر نصیر الدین نصیرؒ گولڑوی کا یہ شعر بہت دلآویز ہے:

بعد تحقیق احادیث و روایات تفسیر
میرا دل قائل ایمان ابو طالب ہے(۸)

ماہِ صیام اور وتر باجماعت پر آپؒ کا موقف:

عام طور پر فقہائے احنافؒ اس بات پر فتویٰ دیتے ہیں کہ رمضان المبارک میں اگر کسی شخص نے عشاء کے فرض جماعت کے ساتھ نہیں پڑھے اور تراویح باجماعت ادا کی ہیں تو وہ وتر باجماعت نہیں پڑھ سکتا۔(۹)

تاہم آپؒ نے اس سے مختلف فتویٰ دیا۔ فرماتے ہیں کہ: "جاننا چاہیے کہ وتر کے دو(۲) اعتبار ہیں۔ اول نفس وتر، جو سارا سال پڑھے جاتے ہیں۔ دوم وتر باجماعت کہ احنافؒ کے نزدیک صرف رمضان شریف میں پڑھے جاتے ہیں۔ نفس وتر مستقل اور اصل ہیں، کسی کے تابع نہیں اور وتر باجماعت، یہ تابع ہیں۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ کس کے تابع ہیں؟ اس میں دو مذہب ہیں، اول یہ کہ رمضان شریف کے تابع ہیں۔ دوم یہ کہ تراویح باجماعت کے تابع ہیں۔ جیسا کہ قبل ازیں مجمع الانہر کی عبارت میں گذر چکا ہے۔ ہر دو صورت میں اگر کسی آدمی نے فرض تنہا پڑھے اور تراویح باجماعت ادا کیں تو ہر دو مذہب پر وتر باجماعت ادا کر سکتا ہے"۔(۱۰)

مروجہ بینکاری پر آپؒ کا موقف:

آپؒ کے سوانح نگار ملک محبوب الرسول قادری نے آپؒ کا ایک انٹرویو اپنی کتاب استاذ العلماء میں اپنے ہی ماہنامہ سوئے حجاز کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ جس میں ایک سوال کیا گیا ہے کہ:

س: بینکوں میں رائج موجودہ سودی نظام کے حوالے سے آپؒ کا کیا موقف ہے اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج: اس سلسلہ میں میرا ایک مضمون ہے، لیکن اس کی زبان سخت ہے۔ مت کرنسی (دھات کے بنے ہوئے پیسے) پر تو یہ جائز ہے، کاغذ کے نوٹوں پر جائز نہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت غوث زماں خواجہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کا ایک فتویٰ غالباً فتاویٰ مہریہ میں ہے۔ آپؒ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ انگریز کے دور میں تانبے اور چاندی وغیرہ کے پیسے تھے وہ فتویٰ اسی کے متعلق ہے۔(۱۱)

سماع پر آپؒ کا موقف:

سماع کی حلت و حرمت کا مسئلہ بھی ہمیشہ سے متنازع فیہ رہا ہے۔ جو حضرات اس کی حلت کے قائل ہیں وہ بھی اس بات پر مختلف الرائے ہیں کہ سماع بالمزامیر جائز ہے یا بلا مزامیر جائز ہے۔ علامہ بندیالویؒ سماع بالمزامیر کی اباحت کا نظریہ رکھتے تھے اور اس سلسلہ میں آپؒ نے ایک رسالہ بھی "قوالی کی شرعی حیثیت" کے نام سے تالیف فرمایا۔ راقم الحروف نے خانقاہ وڑچھہ شریف میں آپؒ کو قوالوں کو پیسے دیتے ہوئے بھی بچشم خود دیکھا تھا۔ اس کے علاوہ آپؒ باقاعدگی سے گولڑہ شریف کے تمام اعراس میں شامل ہوتے اور محافل سماع میں حاضری دیا کرتے تھے۔(۱۲)

رزقِ حلال کی شرعی تحقیق:

رزقِ حلال کا مسئلہ انتہائی دینی اہمیت کا حامل ہے، اسی لئے علمائے دین ہمیشہ اس پر غور و فکر کرتے رہے ہیں۔ اگرچہ

جدید سائنس کی بدولت اب یہ مسئلہ لاینحل نہیں رہا۔ ہم پاک بحریہ کے لوگ روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ چاند سے فلکی سمندری مدوجزر کا جو سالانہ نقشہ اوقات مرتب ہوتا ہے، اس میں کبھی فرق نہیں آتا۔ تاہم علماء وقتاً فوقتاً اس پر تحقیق کرتے رہتے ہیں۔ حضرت بندیالویؒ کے نامور تلمیذ رشید جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ (سابق چیئرمین رؤیت ہلال کمیٹی) نے ایک مقالہ 'رؤیت ہلال اور اس کا شرعی ثبوت' کے عنوان سے تحریر فرمایا تھا۔ جس کی تردید میں حضرت بندیالویؒ نے اپنے ہی شاگرد سے اختلاف کرتے ہوئے دوسو سے زائد صفحات کی کتاب 'رؤیت ہلال کی شرعی تحقیق' کے نام سے تالیف کی، جس میں مختلف کتب فقہ سے اپنے موقف کے حق میں عبارات جمع کی ہیں اور پیر صاحبؒ کے دلائل کا رد کیا ہے۔ کتاب کی زبان بھی کافی سخت ہے۔

علامہ بندیالویؒ کا موقف یہ ہے کہ محض ریڈیو یا ٹی وی کی اطلاع پر اعتماد کر کے عید الفطر منانا جائز نہیں۔ تاہم وہ اپنے اس معمول کا بھی ذکر کرتے ہیں اور اس کے حق میں بھی دلائل لاتے ہیں کہ صوم رمضان کے لئے ریڈیو وغیرہ کی اطلاع پر عمل کر لینا چاہئے۔ لیکن عید الفطر کے ہلال کی رؤیت کے احکام مختلف ہیں۔ جبکہ علامہ صاحب کے نزدیک ملک بھر میں ایک ہی دن عید منانا بھی ضروری نہیں۔ فرماتے ہیں۔

> ''عید الفطر ہر ایک انسان کے حقوق سے ہے نہ کہ صرف ایک شہر والوں کے حقوق سے ہے۔ لہٰذا ہر انسان کیلئے ضروری ہے کہ عید الفطر اس کے نزدیک شہادت سے ثابت ہو۔ اور یہ دعویٰ نری جہالت ہے کہ صرف ایک جگہ اور ایک شہر (جہاں چاند نظر آ گیا) میں فطر کے لئے شہادت ضروری ہے۔ بلکہ اس کیلئے ایک غائبانہ آواز کافی ہے کہ فلاں جگہ چاند نظر آ گیا ہے۔ لہٰذا سب لوگ عید الفطر منائیں'' (۱۳)

عورت کی قضاء وحکمرانی کا نظریہ

مئی ۱۹۹۰ء میں علامہ بندیالویؒ نے ایک طویل مضمون لکھا، جسے ایک رسالہ کی صورت میں ''عورت کی حکمرانی'' کے نام سے شائع کیا گیا۔ اس مضمون کے ذریعے علامہ صاحبؒ نے یہ نظریہ بھی پیش کیا کہ عورت امامت کبریٰ (صدارت) کی اہل نہیں۔ لیکن وزارت عظمٰی اور قضاء کے فرائض سرانجام دے سکتی ہے۔ فرماتے ہیں: ''عورت اور غیر قریشی امام تو نہیں ہو سکتے لیکن کسی خاص علاقہ کے قاضی اور حاکم ہو سکتے ہیں۔ تو جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عورت بالکل حاکم نہیں ہو سکتی، ان کا یہ قول دین سے بے خبری پر مبنی ہے اور وہ نام نہاد علامہ ہیں'' (۱۴)

استاذ العلماء کا یہ رسالہ برادرم ملک محبوب الرسول قادری (مدیر اعلیٰ سہ ماہی 'انوار رضا' جوہر آباد) نے من وعن اپنے خصوصی نمبر ''کردار نورانی زندہ ہے'' میں شائع کیا ہے۔

حرمت تصویر کا نظریہ

علامہ بندیالوی مرحوم اپنے قائد علامہ نورانی کے برعکس تصویر بنوانے کو حرام سمجھتے تھے۔ ہم ان کی ہی کتاب سے ایک دلچسپ اقتباس پیش کرتے ہیں۔ جس سے ان کے نقطۂ نظر کی وضاحت ہو گی۔ لکھتے ہیں:

> ''غور فرمایئے کہ میرے حضرت اقدس سرہ العزیز نے اس فقیر سے دلیل طلب کیے بغیر میرے کہنے پر

اختیار کیا کہ فوٹو ائمہ اربعہ کے نزدیک حرام ہے اور میری طرفداری فرمائی۔ یہ شریعت کے احترام وعزت کی انتہا ہے۔ پھر آگے سنیئے: جب ہم حضرتؒ کی ہمراہی میں پاکستان واپس پہنچے تو میں چند دن گھر ٹھہر کر گولڑہ شریف حاضر ہوا۔ مولانا محمد حسین محمد شوق پیلاں والے بھی جو میرے استاذ زادہ ہیں زیارت کیلئے حاضر دربار ہوئے۔ جب یہ نیاز مند آپ کی مجلس میں حاضر ہوا تو حضرت بابو جیؒ نے اپنی جیب سے تین عدد فوٹو نکالے اور مجھے عنایت فرمائے اور کہا کہ میرے پاس صرف یہ تین فوٹو ہیں۔ تم لے لو۔ میں نے تعمیلاً لے لیئے۔ ایک فوٹو اعلیٰ حضرت سید پیر مہر علی شاہ قدس سرہٗ کا تھا۔ دوسرا حضرت قبلہ بابو جیؒ کے حقیقی چچا سید پیر ولایت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کا اور تیسرا مولانا غازی علیہ الرحمہ کا تھا۔ اب مجھے تشویش لاحق ہوئی ان فوٹوؤں کا کیا کروں۔ چنانچہ شوق مرحوم کے مشورہ سے تینوں فوٹو پانی کے جگ میں ڈال دیئے، جب وہ پانی میں گل کر حل ہو گئے تو ہم نے وہ پانی پی لیا۔ (۱۵)

حرف آخر

استاذ العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی ماضی قریب میں قرون وسطیٰ کے علماء کی ایک یادگار تصویر تھے۔ آپؒ نے ہمیشہ جس بات کو حق سمجھا برملا اس کا پرچار کیا۔ آپ کی اکثر تصانیف بڑی محدود تعداد میں آپؒ نے اپنے مختلف تلامذہ سے شائع کروائیں۔ جواب نایاب ہوتی جا رہی ہیں۔ آپ کی حیات طیبہ میں تو شاید آپ کی جلالت علمی یا علو مرتبت کا رعب تھا کہ آپ عمومی طور پر لٹھ بردار واعظین اور بزعم خود پاسداران تقلید کوران کی شعلہ بیانیوں اور ایذا رسانیوں سے محفوظ رہے تاہم بعد از وصال یہ سوچ پنپ گئی ہے کہ آپ کی بعض متنازع فیہ مسائل پر تالیفات کو تلف کر دیا جائے کیونکہ عصر حاضر کے کئی بزرگ علامہ بندیالویؒ کا سلسلہ سند اور ان کی شاگردی کا تفاخر بھی رکھنا چاہتے ہیں اور علامہ مرحوم کی تحقیقات وتفردات کو بھی ہضم نہیں کر سکتے اس لیئے آسان راستہ یہی لگا کر ان تحقیقات کو گردش زمانہ کی دھول کے نیچے دبا دیا جائے۔ یہ علامہ بندیالویؒ کے افکار کے سراسر خلاف ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں اپنے اسلاف کے اسوہ سے سبق سیکھنا چاہیے اور اپنے ہاں تحمل وبرداشت کے رویے پیدا کر کے تعلیم وتحقیق کے رجحانات کو فروغ دینا چاہیے۔

''مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید''

حوالہ جات

۱۔ ص ۵۶۔ ماہنامہ کاروان قمر کراچی۔ عظیم الشان استاذ العلماء نمبر بابت جنوری فروری ۲۰۰۲ء۔ قمر الاسلام گریجویٹس ایسوسی ایشن پاکستان، دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی کراچی نمبر ۶

۲۔ مکتوبات رئیس کے نام ازعلامہ عبدالحکیم شرف قادری مارچ ۱۹۹۵ء، مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور۔

۳۔ استاذ العلماء از ملک محبوب الرسول قادری (تاریخ اشاعت ۱۸ مارچ ۱۹۹۵ء) بزم انوار رضا ۲/۱۹۸ جوہر آباد ضلع خوشاب

۴۔ ماہنامہ کاروان قمر کراچی۔ عظیم الشان استاذ العلماء نمبر بابت جنوری فروری ۲۰۰۲ء۔ قمر الاسلام گریجویٹس ایسوسی ایشن پاکستان، دارالعلوم قمر الاسلام

سلیمانیہ پنجاب کالونی کراچی نمبر ۶

۵۔ ص ۹۲۔ تحقیق ایمان ابوطالب از علامہ عطا محمد بندیالوی، 27/A اسلامک میڈیا سینٹر شیخ ہندی سٹریٹ داتا دربار مارکیٹ لاہور

۶۔ ص ۱۹۹۔ سیف العطا علی اعناق من طغیٰ بالمرض عن دین المصطفیٰ از علامہ عطا محمد بندیالوی، عطا بندیالوی اکیڈمی مدرسہ احیاء العلوم (رجسٹرڈ) جامع مسجد ثنا محمد روڈ سانڈہ کلاں لاہور

۷۔ ص ۱۲۵۔۱۲۶ سیف العطا علی اعناق من طغیٰ بالمرض عن دین المصطفیٰ از علامہ عطا محمد بندیالوی، عطا بندیالوی اکیڈمی مدرسہ احیاء العلوم (رجسٹرڈ) جامع مسجد ثنا محمد روڈ سانڈہ کلاں لاہور

۸۔ تحقیق ایمان ابوطالب از علامہ عطا محمد بندیالوی، 27/A اسلامک میڈیا سینٹر شیخ ہندی سٹریٹ داتا دربار مارکیٹ لاہور

۹۔ ص ۷۸۳۔ بہار شریعت از مولانا محمد امجد علی اشاعت ۱۹۹۶ء شبیر برادرز ۴۰ اردو بازار لاہور

۱۰۔ ص ۱۹۵۔ ماہ صیام اور اجتماعت نماز تراویح۔ تاریخ فتویٰ ۱۳ اپریل ۱۹۹۸ء، استاذ العلماء از آل محبوب الرسول قادری

۱۱۔ ص ۱۸۱۔۱۸۲۔ استاذ العلماء از آل محبوب الرسول قادری، بحوالہ ماہنامہ سوئے حجاز لاہور

۱۲۔ قوالی کی شرعی حیثیت از علامہ عطا محمد بندیالوی، مکتبہ نوال کرم لاہور

۱۳۔ ص ۱۱۔ رویت ہلال کی شرعی تحقیق از علامہ عطا محمد بندیالوی، مکتبہ عطائیہ مجددیہ دارالعلوم جامعہ رحمانیہ حسینیہ (رجسٹرڈ) شاہ والا تاندہ آباد ضلع خوشاب

۱۴۔ ص ۹۰۔ عورت کی حکمرانی از علامہ عطا محمد بندیالوی سہ ماہی "انوار رضا" جوہر آباد "کردار نورانی زندہ ہے" شمارہ اول ۲۰۱۴ء علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سینٹر پاکستان زاویہ قادریہ سیدنا غوث اعظم سٹریٹ (نزد چونگی نمبر ۱) سرگودھا روڈ جوہر آباد

۱۵۔ ص ۲۲۰۔۲۲۱۔ سیف العطا علی اعناق من طغیٰ بالمرض عن دین المصطفیٰ از علامہ عطا محمد بندیالوی، عطا بندیالوی اکیڈمی مدرسہ احیاء العلوم (رجسٹرڈ) جامع مسجد ثنا محمد روڈ سانڈہ کلاں لاہور